

بیرونِ کمک دعوتِ اسلام

**شوال محسنہ نبوت (اواغرمی) یا اوائل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں**

لے گئے۔ یہ سکتے تقریباً سالہ میل دُور ہے۔ آپ ﷺ نے یہ مسافت آتے جاتے پیدل طے فرمائی تھی۔ آپ ﷺ کے ہمراہ آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن خارث تھے۔ راتے میں حبس قبیلے سے گذر ہوتا اسے اسلام کی دعوت دیتے لیکن کسی نے بھی یہ دعوت قبول نہ کی۔ جب طائف پہنچے تو قبیلہ ثقیف کے تین سرداروں کے پاس تشریف لے گئے جو آپ میں بھائی تھے اور جن کے نام یہ تھے: عبدیڈ یا ایل، مسعود اور جیب ان تینوں کے والد کا نام عمر و بن عمیر ثقین تھا۔ آپ ﷺ نے ان کے پاس بیٹھنے کے بعد انہیں اللہ کی اطاعت اور اسلام کی مدد کی دعوت دی۔ جواب میں ایک نے کہا کہ وہ کبھی کا پردہ پھاڑے اگر اللہ نے تمہیں رسول بنیا ہوئے دوسرے نے کہا: کیا اللہ کو تمہارے علاوہ کوئی اور دلایا؟ تیسرا نے کہا: میں تم سے ہر گز بات زکروں گا۔ اگر تم واقعی پیغمبر ہو تو تمہاری بات رد کرنا میرے لیے انتہائی خطرناک ہے اور اگر تم نے اللہ پر جھوٹ لکھ رکھا ہے تو پھر مجھے تم سے بات کرنی ہی نہیں چاہیئے۔ یہ جواب سن کر آپ ﷺ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور صرف اتنا فرمایا: تم لوگوں نے جو کچھ کیا کیا، بہر حال اسے پس پردہ ہی رکھنا۔

رسول اللہ ﷺ نے طائف میں دس دن قیام فرمایا۔ اس دوران آپ ﷺ ان کے ایک ایک سردار کے پاس تشریف لے گئے اور ہر ایک سے گفتگو کی۔ لیکن سب کا ایک ہی جواب تھا کہ تم ہمارے شہر سے بخل جاؤ۔ بلکہ انہوں نے اپنے ابواثوں کو شہر دے دی۔

لہ مولانا نجیب آبادی نے تاریخ اسلام ۱۴۲/۱ میں اس کی صراحت کی ہے اور یہی میرے زدیک بھی راجح ہے۔ لہ یہ اردو کے اس محاورے سے ملتا جلتا ہے کہ ”اگر تم پیغمبر ہو تو اللہ مجھے غارت کرے۔“ مقصود اس بیان کا تمہارا ہے کہ تمہارا پیغمبر ہونا ممکن ہے جیسے کبھی کبھی کے پردے پر دست درازی کرنا ممکن ہے۔

چنانچہ جب آپ ﷺ نے واپسی کا قصد فرمایا تو یہ ادباش گایاں دیتے تا یاں پڑھتے اور شور مچلتے آپ ﷺ کے پیچے لگ گئے، اور دیکھتے دیکھتے اتنی بھیر جمع ہو گئی کہ آپ ﷺ کے راستے کے دونوں جانب لائیں گئی۔ پھر گایوں اور بزرگانیوں کے ساتھ ساتھ پتھر بھی پڑھنے لگے جس سے آپ ﷺ کی ایڑی پر اتنے زخم آئے کہ دونوں جوٹے خون میں تربت ہو گئے۔ ادھر حضرت زید بن حارثہ ڈھال بیں کر چلتے ہوئے پتھروں کو روک رہے تھے جس سے ان کے سریں کئی جگہ چوت آئی۔ بدعاشوں نے یہ سلسلہ برابر جاری رکھا یہاں تک کہ آپ کو عتبہ اور شینیہ اتنا تے ربیعہ کے ایک باغ میں پناہ یعنی پر محروم کر دیا۔ یہ باغ طائف سے تین میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ جب آپ ﷺ نے یہاں پناہ لی تو بھیردا پس چل گئی اور آپ ﷺ ایک دیوار سے ٹیک لگا کہ انگر کی بیل کے ساتے میں بیٹھ گئے۔ قدرے الطینان ہوا تو دعا فرمائی جو علی مستضعفین کے نام سے مسح ہے۔ اس دعا کے ایک ایک فقرے سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ طائف میں اس بدسوکی سے دو چار ہونے کے بعد اور کسی ایک بھی شخص کے ایماں نہ لانے کی وجہ سے آپ ﷺ کس قدر غلبہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اللهم إلیک اشکو ضعف قویٰ وقلة حيلتی وھو اف على الناس
يا ارحم الراحمین ، انت رب المستضعفین وانت ربی ، الى من تکلفی ؟ الى
بعید يتوجهنی ام الى عَذَق ملکته امری ؟ ان لم يكن بك على غضب فلا
ابالی ، ولكن عافیتك هي اوسع لي ، اعوذ بنور وجهك الذي اشرقت
له الظیات وصلح عليه امر الدنيا والآخرة من ان تنزل بي غضبك او
يحل على سخطك لك العتبی حتى ترضی ، ولا حول ولا قوۃ الا بك .

”بارا ہا! میں تجھہ سے اپنی کمردی دبے لسی اور لوگوں کے نزدیک اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں۔ یا ارحم الراحمین! تو کمردروں کا رب ہے اور تو ہی میرا بھی رب ہے۔ تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟ کیا کسی بیگانے کے ہوئے ساتھ تندی سے پیش آئے؟ یا کسی دشمن کے جس کو تو نے میرے معاملے کا ماکب بنادیا ہے؟ اگر مجھ پر تیراغضب نہیں ہے تو مجھے کوئی پروا نہیں، لیکن تیری عافیت میرے لیے زیادہ کشادہ ہے میں تیرے چھرے کے اس نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے تائیکیاں روشن ہو گئیں اور جس پر دنیا و آخرت کے معاملات دُورست

ہوئے کہ تو مجھ پر اپنا غصب نازل کرے، یا تیرا عتاب مجھ پر دارد ہو۔ تیری ہی رضا مطلوب ہے یہاں تک کہ تو خوش ہو جاتے اور تیرے بغیر کوئی زور اور طاقت نہیں۔“

ادھر آپ ﷺ کو ایسا تے ربعیدنے اس حالتِ زار میں دیکھا تو ان کے جذبہ قرابت میں حرکت پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام کو جس کا نام عَدَس تھا بلا کر کہا کہ اس انگور سے ایک گچھا لو۔ اور اس شخص کو دے آؤ۔ جب اس نے انگور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر ما تحد بڑھایا اور کھانا شروع کیا۔

عدس نے کہا یہ جلد تو اس علاقے کے لوگ نہیں بولتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اور تمہارا دین کیا ہے؟ اس نے کہا میں عیسائی ہوں اور نبیوی کتاب انشد ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا! تم مرد صالح یوسف بن متی کی بستی کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا، آپ ﷺ یوسف بن متی کو کیسے جانتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے بھائی تھے۔ وہ نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ یہ سن کر عدس رسول اللہ ﷺ پر جگ پڑا اور آپ ﷺ کے سر اور ماٹھ پاؤں کو بوسر دیا۔

یہ دیکھ کر ربیعہ کے دونوں بیٹوں نے آپس میں کہا لو؛ اب اس شخص نے ہمارے غلام کو بگاڑ دیا۔ اس کے بعد جب عداس واپس گیا تو دونوں نے اس سے کہا: "اجی! یہ کیا معاملہ تھا؟" اُس نے کہا میرے آقا اڑوئے زمین پر اس شخص سے بہتر کوئی اور نہیں۔ اس نے مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان دونوں نے کہا: "دیکھو عداس کہیں یہ شخص تھیں تمہارے دین سے پھرناز دے۔ کیونکہ تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔"

قد رے شہر کر رسول اللہ ﷺ باع سے نکلے تو کئے کی راہ پر چل پڑے یعنی والم کی شدت سے طبیعتِ ندھار اور دل پاٹ پاش تھا۔ قرآن متأذل پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لاتے۔ ان کے ساتھ پہاڑوں کا فرشتہ بھی تھا۔ وہ آپ ﷺ سے یہ گذارش کرنے آیا تھا کہ آپ ﷺ حکم دیں تو وہ اہل کتب کو دو پہاڑوں کے درمیان میں ڈالے۔ اس واقعے کی تفصیل صحیح بنواری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مردی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک روز رسول اللہ ﷺ سے دریافت کی کہ کیا آپ ﷺ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو احمدؑ کے دن سے زیادہ سنگین رہا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں!

تہاری قوم سے مجھے جن جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان میں سب سے شگین مصیبت وہ تھی جس سے میں گھٹائی کے دن دوچار ہوا، جب میں نے اپنے آپ کو عبید یا نیل بن عبید کلال کے صاحبزادے پر بیٹھ کیا مگر اس نے میری بات منظور نہ کی تو میں غم والم سے مٹھاں اپنے رُخ پر چل پڑا اور مجھے قرآن شعایر پہنچ کر ہی افاقت ہوا۔ وہاں میں نے سراٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ باول کا ریک مکروہا مجھ پر سایہ نگن ہے۔ میں نے لغور دیکھا تو اس میں حضرت چبریل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے مجھ پہنچا کر کہہا آپ ﷺ کی قوم نے آپ سے جوبات کہی اللہ نے اُسے سُج لیا ہے۔ اب اس نے آپ ﷺ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ ان کے بارے میں اسے جو حکم چاہیں دیں۔ اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دی اور سلام کرنے کے بعد کہا: اے محمد ﷺ! اب اس بات یہی ہے۔ اب آپ ﷺ جو چاہیں اگر چاہیں کہ میں انہیں دوپہاڑوں کے درمیان کچل دوں — تو ایسا ہی ہو گا — نبی ﷺ نے فرمایا رہیں بلکہ مجھے اید ہے کہ اللہ عزوجل ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ مٹھرائے گی۔

رسول اللہ ﷺ کے اس جواب میں آپ کی یہاں تک روز گارش شخصیت اور ناقابل اور اک جھرائی رکھنے والے اخلاق عظیمہ کے جلوے دیکھے جاسکتے ہیں۔ بہر حال اب سات آسمانوں کے اوپر سے آنے والی اس غیبی مدد کی وجہ سے آپ ﷺ کا دل مطمئن ہو گیا اور غم والم کے بادل چھٹ گئے چنانچہ آپ ﷺ نے لکھ کی راہ پر مزید کوپیں قدی فرمائی اور وادی نخل میں جا فروکش ہوئے۔ یہاں دو جگہیں قیام کے لائق ہیں۔ ایک اسیل الکبیر اور دوسرے زیدہ کیونکہ دونوں ہی جگہ پانی اور شادابی موجود ہے لیکن کسی ماغذے سے یہ پتہ نہیں چل سکا کہ آپ ﷺ نے ان میں سے کس جگہ قیام فرمایا تھا۔

وادی نخل میں آپ ﷺ کا قیام چند دن رہا۔ اس دورانِ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پاس جتوں کی ایک جماعت تھی جس کا ذکر قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ ایک

۳۰۰ اس موقع پر صحیح بخاری میں لفظ اخشین استعمال کیا گیا ہے جو تمہارے دو مشہور پہاڑوں ابو قتبہ اور قبیقمان پر پولا جاتا ہے۔ یہ دونوں پہاڑ اعلیٰ الترتیب ہم کے جنوب دشمال میں آئنے سامنے واقع ہیں۔ اس وقت لکھ کی عام آبادی ان ہی دوپہاڑوں کے بیچ میں تھی۔

۳۰۱ سیم بخاری کتاب پرہ المثلق ۱/۲۵ مسلم باب المثلق ایسی ایسی ﷺ من اذی المشرکین والمنافقین ۱۰۹/۲

سورة الاحقاف میں، دوسرے سورۂ جن میں، سورۂ الاحقاف کی آیات یہ ہیں:

وَلَذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يُسْمَعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا
أَصْسَوْا فِلَانَ قُضِيَ وَلَوْا إِلَى قَوْمِهِمُ مُنْذِرِينَ ○ قَالُوا يَقُولُونَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا
أُولَئِكَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ○
يَقُولُونَا أَجِبْنُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَأَمْسِوْا بِهِ يَغْفِرُ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَجُنُوحُكُمْ مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ ○
(۲۹-۳۰)

”اور جب کہ ہم نے آپ کی طرف جنوں کے ایک گروہ کو پھیرا کر دہ قرآن نیں توجہ دہ (تلاوت) قرآن

کی جگہ پہنچے تو انہوں نے آپس میں کہا کہ چپ ہو جاؤ ہے پھر جب اس کی تلاوت پوری کی جا چکی تو وہ اپنی قوم کی طرف
عذابِ الیم سے ڈرانے والے بن کر پڑے۔ انہوں نے کہا: اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰؑ
کے بعد نازل کی گئی ہے۔ اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے حتیٰ اور را اور است کی طرف رہنمائی کرتی ہے
اسے ہماری قوم! اللہ کے داعی کی بات مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تھارے گن۔ نجاشی دے گا
اور تمہیں دروناک عذاب سے بچائے گا۔“

سورة جن کی آیات یہ ہیں:-

قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ أَسْمَعَنِي نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا فِلَانًا عَجَبًا○
يَهْدِي إِلَيَّ الشُّرُ� فَأَمْتَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا○ (۴۲-۴۳)

”آپ کہ دیں: میری طرف یہ وہی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنتا، اور باہم
کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن مناہے جو را اور است کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور
ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو ہرگز شرک نہیں کر سکتے۔“ (پندرہویں آیت تہک)

یہ آیات جو اس واقعے کے بیان کے سلسلے میں نازل ہوئیں ان کے سیاق و سبق سے
معلوم ہوتا ہے کہ بنی یهودیت کو ابتداءً جتوں کی اس جماعت کی آمد کا علم نہ ہو سکا تھا بلکہ
جب ان آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو اطلاع دی گئی تب
آپ واقف ہو سکے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنوں کی یہ آمد پہلی بار ہوتی تھی اور احادیث سے
پتہ چلتا ہے کہ اس کے بعد ان کی آمد و رفت ہوتی رہی۔

جنوں کی آمد اور قبول اسلام کا واقعہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے دوسری مدد
تھی جو اس نے اپنے غیر مخون کے غوانے سے اپنے اس شکر کے ذریعے فرمائی تھی جس کا

علم اللہ کے سو اکسی کوہ نہیں پھرا س واتھے کے تعلق سے جو آیات نازل ہوئیں ان کے بیچ میں
بُنِيَّتِ الْمُجْدَدِ کی دعوت کی کامیابی کی بشارتیں بھی ہیں اور اس بات کی وضاحت بھی کہ کائنات
کی کوئی بھی طاقت اس دعوت کی کامیابی کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَنْ لَا يُحِبُّ دَارِعَى اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ
أُولَيَاً وَأُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ (۲۲:۲۶)

”جو اللہ کے داعی کی دعوت قبول نہ کرے وہ زمین میں راہدار کر سکتا، اور اللہ کے سوا
اس کا کوئی کار ساز ہے بھی نہیں اور ایسے لوگ کھلی ہوئی مگر ابھی میں ہیں۔“

وَأَنَا ظَنَّتُ أَنْ لَنْ تَعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَنْ تَعْجِزَ هُرَبًا ○ (۲۲:۴۲)

”ہماری سمجھیں آگیا ہے کہ ہم اللہ کو زمین میں سے بس نہیں کر سکتے اور نہ ہم بھاگ کرہی اسے رپکڑنے

سے عاجز کر سکتے ہیں۔“

اس نصرت اور ان بشارتوں کے سامنے غم والم اور حزن و مایوسی کے وہ سارے بادل
چھٹ گئے جو طائفہ سے نکلتے وقت گاپیاں اور تایاں سننے اور پتھر کھانے کی وجہ سے آپ
صلی اللہ علیہ وسلم پر چھائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزم مصمم فرمایا کہ اب تک پیشہ سے اور نئے سرے
سے دعوتِ اسلام اور تبیین رسالت کے کام میں سپتی اور گر جوشی کے ساتھ لگ جانا ہے یہی موقع تھا
جب حضرت زید بن حارثہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ تکمیل کیسے جائیں گے جبکہ وہاں
کے باشندوں یعنی قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دیا ہے؟ اور جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: اے زید! تم جو حالت دیکھ رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے کشادگی اور نجات کی کوئی راہ ضرور
بنانے گا۔ اللہ یقیناً اپنے دین کی مدد کرے گا۔ اور اپنے نبی کو غالب فرمائے گا۔“

آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہوئے اور لکھ کے قریب پہنچ کر کوہ حرا کے
دامن میں پھر گئے۔ پھر خداوند کے ایک آدمی کے ذریعے اخسن بن شریعت کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دے دے مگر اخسن نے یہ کہہ کر معدودت کر لی کہیں حلیف ہوں اور حلیف پناہ
دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو کے پاس یہی پیغام بھیجا مگر
اس نے بھی یہ کہہ کر معدودت کر لی کہ بنی عامر کی دی ہوئی پناہ بنو کعب پر لاگو نہیں ہوتی۔ اس کے
بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا۔ مطمئن نے کہا: ہاں اور پھر بتھیا رپان کرائے

بیٹوں اور قوم کے لوگوں کو بلایا اور کہا تم لوگ ہتھیار باندھ کر خانہ کعبہ کے گوشوں پر جمع ہو جاؤ کیونکہ میں نے محمد ﷺ کو پناہ دے دی ہے۔ اس کے بعد مطعم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ کئے کے اندر آجائیں، آپ ﷺ پیغام پانے کے بعد حضرت زید بن حارثہ کو ہمراہ لے کر کہ تشریف لائے، اور مسجد حرام میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد مطعم بن عدی نے اپنی سواری پر کھڑے ہو کر اعلان کی کہ قریش کے لوگوں میں نے محمد ﷺ کو پناہ دے دی ہے۔ اب اسے کوئی نچیڑرے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ سید ہے جبراً سود کے پاس پہنچے اسے چوہا۔ پھر دور کعت نماز پڑھی اور اپنے گھر کو پلت آئے۔ اس دوران مطعم بن عدی اور ان کے رکوں نے ہتھیار بندھ ہو کر آپ ﷺ کے ارد گرد حلقة باندھے رکھتا آئکہ آپ ﷺ اپنے مکان کے اندر تشریف لے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر ابو جہل نے مطعم سے پوچھا تھا کہ تم نے پناہ دی ہے یا پیر و کار مسلمان۔ بن گئے ہو؟ اور مطعم نے جواب دیا تھا کہ پناہ دی ہے اور اس جواب کو سن کر ابو جہل نے کہا تھا کہ جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔^{۱۷}

رسول اللہ ﷺ نے مطعم بن عدی کے اس حُسْنِ سلوک کو کبھی فراموش نہ فرمایا۔ چنانچہ نذر میں جب گُفارنگ کی ایک بڑی تعداد قید ہو کر آئی۔ اور بعض قیدیوں کی رہائی کے لیے حضرت مجیہر مطعم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا،

لَوْكَانَ الْمَطْعَمَ بْنَ عَدَى حِيَاشَمَ كَلْمَنْتِي فِي هُوَلَادَ النَّتْنِي لِتَرْكَتْهُمْ لَهُ
”اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا، پھر مجھ سے ان پر بودار لوگوں کے بارے میں گفتگو کرتا تو میں اس کی خاطر
ان سب کو چھوڑ دیتا۔“



^{۱۷} سفر طائف کے واقعہ کی تفصیلات ابن ہشام ۱/۱۹ م تا ۲۲ م۔ زاد العاد ۲/۶ م، مختصر الیۃ مشیخ عبد اللہ ص ۱۳۳ تا ۱۳۴ ارجمند للعالمین ۱/۱، تابع تاریخ اسلام نجیب آبادی ۱/۱۲۳، ۱۲۴۔ اور معروف و معتبر کتب تاریخ ہے جس کی کلیتیں۔

قبائل اور افراد کو اسلام کی دعویٰ

ذی قعدہ نسلہ نبوت (ادا خر جون یا ادا تل جولائی ۶۱۹ھ) میں رسول اللہ ﷺ طائف سے بکر تشریف لاتے، اور یہاں افراد اور قبائل کو پھر سے اسلام کی دعوت درجنی شروع کی۔ چونکہ موسم حج قریب تھا اس بیلے فرضیۃ حج کی ادائیگی کے لیے دُور و نزدیک ہر جگہ سے پیدل اور سواروں کی آمد شروع ہرچی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقعے کو غنیمت سمجھا۔ اور ایک ایک بقیلے کے پاس جا کر اسے اسلام کی دعوت دی جیسا کہ نبوت کے چوتھے سال سے آپ ﷺ کا مسحول تھا۔

وہ قبائل جنہیں اسلام کی دعوت دی گئی

امام زہری فرماتے ہیں کہ جن قبائل کے پاس	رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور
---	------------------------------

انہیں اسلام کی دعوت دیتے ہوئے اپنے آپ کو ان پر پیش کیں یا ان میں سے حسب ذیل قبیلوں کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں۔

بنو عامر بن مَعْصَمَةَ، مُخَارِبَتُ بْنُ خَضْفَةَ، فَرَازَةُ، عَشَانُ، مَرَهُ، عَيْنِيَّةُ، سَلَّمَ، عَبِيسُ، بَنُو نَصَرَ،
بَنُو الْمِكَاهَ، كَلْبُ، حَارِثُ بْنُ كَعْبٍ، عَذَرَةُ، حَضَارَةُ،— لیکن ان میں سے کسی نے بھی اسلام قبول نہ کیا۔ لے

واضح رہے کہ امام زہری کے ذکر کردہ ان سارے قبائل پر ایک ہی سال یا ایک ہی موسم حج میں اسلام پیش نہیں کیا گیا تھا بلکہ نبوت کے چوتھے سال سے بھرت سے پہلے کے آخری موسم حج تک دس سالہ مدت کے دوران پر ایک ہی میں کیا گیا تھا۔

ابن اسحاق نے بعض قبائل پر اسلام کی پیشی اور ان کے جواب کی کیفیت کا بھی ذکر کیا ہے۔ ذیل میں خصر آن کا بیان نقل کیا جا رہا ہے:

۱۔ بنو کلب - بنی قُلْبَةَ اس قبیلے کی ایک شاخ بنو عبد اللہ کے پاس تشریف لے

گئے۔ انہیں اللہ کی طرف بلایا اور اپنے آپ کو ان پر پیش کیا۔ یا توں یا توں میں یہ بھی فرمایا کہ اے بنو عبد اللہ! اللہ نے تمہارے جدرا علی کا نام بہت اچھا کھاتھا، لیکن اس قبیلے نے آپ کی دعوت قبول نہ کی۔

۲۔ بستو حذیفہ۔ آپ ﷺ ان کے ڈیرے پر تشریف لے گئے۔ انہیں اللہ کی طرف بلایا اور اپنے آپ کو ان پر پیش کیا، لیکن ان جیسا برا جواب اہل عرب میں سے کسی نے بھی نہ دیا۔

۳۔ عامر بن حصان۔ انہیں بھی آپ ﷺ نے اللہ کی طرف دعوت دی اور اپنے آپ کو ان پر پیش کیا۔ جواب میں ان کے ایک آدمی، سُجَّیْرَہ بن فراس نے کہا، ”خدا کی قسم اگر میں قریش کے اس جوان کو لے لوں تو اس کے ذریعے پورے عرب کو کھا جاؤں گا۔“ پھر اس نے دریافت کیا کہ اچھا یہ بتائیتے؟ اگر ہم آپ ﷺ سے آپ کے اس دریں پر بحیثیت کر لیں پھر اللہ آپ کو مخالفین پر غلبہ عطا فرمائے تو کیا آپ کے بعد زمام کا رہما رے ہاتھ میں ہوگی؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ”زمام کا رہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جہاں چاہے گا رکھے گا۔“ اس پر اس شخص نے کہا، ”خوب! آپ ﷺ کی خواطیت میں تو ہمارا سینہ اہل عرب کے نشانے پر رہے، لیکن جب اللہ آپ ﷺ کو غلبہ عطا فرمائے تو زمام کا رکھی اور کے ہاتھ میں ہو۔“ ہمیں آپ ﷺ کے دین کی ضرورت نہیں۔“ غرض انہوں نے انکار کر دیا۔

اس کے بعد جب قبیلہ بنو عامر اپنے علاقے میں واپس گیا تو اپنے ایک بوڑھے آدمی کو جو کہرنی کے باعث حج میں شرکیک نہ ہو سکا تھا۔ سارا ما جرا سنا یا اور بتایا کہ ہمارے پاس قبیلہ قریش کے خاندان بنو عبد المطلب کا ایک جوان آیا تھا جس کا خیال تھا کہ وہ نبی ہے۔ اس نے ہمیں دعوت دی کہ ہم اس کی خواطیت کریں، اس کا ساتھ دیں اور اپنے علاقے میں لے آئیں۔ یہ سن کر اس ٹھہنے دنوں ہاتھوں سے سر تھام لیا اور بولا، ”اے بنو عامر! کیا اب اس کی تلافی کی کوئی بیلی ہے؟ اور کیا اس ازدست رفتہ کو ڈھونڈھا جا سکتا ہے؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں فلاں کی جان ہے کسی اسماعیل نے کبھی اس (نبوت) کا جھوٹا دعویٰ نہیں کیا۔“

یقیناً حتی ہے۔ آخر تہاری عقل کہاں پل گئی تھی؟ ۳

ایمان کی شعاعیں کئے سے باہر جس طرح رسول اللہ ﷺ نے قبائل اور دو فوج پر اسلام پیش کیا، اسی طرح افراد اور

انشخاص کو بھی اسلام کی دعوت دی اور بعض نے اچھا جواب بھی دیا۔ پھر اس موسم حج کے پھوسی عرصے بعد کئی افراد نے اسلام قبول کیا۔ ذیل میں ان کی ایک مختصر رواداد پیش کی جا رہی ہے۔

۱۔ سُوَيْدُ بْنُ صَامِتٍ - یہ شاعر تھے۔ گھری سو جھ بوجھ کے حامل اور یثرب کے باشندے، ان کی خشنگی، شعر گوئی اور شرف و نسب کی وجہ سے ان کی قوم نے انہیں کامل کا خطاب دے رکھا تھا۔ یہ حج یا عمرہ کے لیے مکہ تشریف لاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ کہنے لگے: ”غاباً آپ کے پاس جو کچھ ہے وہ ویسا ہی ہے جیسا میرے پاس ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس کیا ہے؟“ سویڈ بن صامت نے کہا: حکمت لثمان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پیش کرو۔“ انہوں نے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کلام یقیناً اچھا ہے۔“

لیکن میرے پاس جو کچھ ہے وہ اس سے بھی اچھا ہے، وہ قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کیا ہے۔ وہ ہدایت اور فور ہے۔“ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا۔

اور اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور بولے: ”یہ ترہست ہی اچھا کلام ہے۔“ اس کے بعد وہ مدینہ پہنچ کر آئے ہی تھے کہ جنگ بیان پھر گئی اور اسی میں قتل کردے گئے۔

انہوں نے سلسلہ نبوی کے آغاز میں اسلام قبول کیا تھا۔ ۴

۲۔ رَايَا سُقْبَنْ مَعَاذٌ - یہ بھی یثرب کے باشندے تھے اور نژیر جوان۔ سلسلہ نبوت میں جنگ بیان سے کچھ پہلے اُس کا ایک دفعہ خُرُج کے خلاف قریش سے حلف و تعاون کی تلاش میں مکہ آیا تھا۔ آپ بھی اسی کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ اس وقت یثرب میں ان دونوں قبیلوں کے درمیان عداوت کی آگ بہرا کر رہی تھی اور اُس کی تعداد خُرُج سے کم تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو وفد کی آمد کا علم ہوا تو آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے درمیان بیٹھ کر یوں خطاب فرمایا: ”آپ لوگ جس مقصد کے لیے تشریف لائے ہیں کیا اس

سے بہتر و چیز قبول کر سکتے ہیں؟ ان سب نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنے بندوں کے پاس اس بات کی دعوت دینے کے لیے بھیجا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۔ اللہ نے مجھ پر کتاب بھی اتاری ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اسلام کا ذکر کیا۔ اور قرآن کی تلاوت فرمائی۔

ایاس بن معاذ بولے: اے قوم یہ خدا کی قسم اس سے بہتر ہے جس کے لیے آپ لوگ یہاں تشریف لائے ہیں۔ لیکن وفد کے ایک رکن ابو الحیس رنس بن رافع نے ایک مُھنّی مشی اخفا کرایا اس کے منہ پر دمے ماری اور بولادی یہ بات چھوڑ دیا۔ میری عمر کی قسم! یہاں ہم اس کے بھائے دوسرے ہی مقصد سے آئے ہیں۔ ایاس نے خاموشی اختیار کر لی اور رسول اللہ ﷺ بھی اٹھ گئے۔ وفد قریش کے ساتھ علف و تعاون کا معاہدہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور یوں ہی ناکام مدینہ واپس ہو گیا۔

مدینہ پہنچنے کے تھوڑے ہی دن بعد ایاس انتقال کر گئے۔ وہ اپنی وفات کے وقت تہیل و تکبیر اور حمد و بسیع کر رہے تھے اس لیے لوگوں کو یقین ہے کہ ان کی وفات اسلام پر ہوئی۔ تھے۔ ۳۔ ابوذر غفاری - یہ یثرب کے اطراف میں سکونت پذیر تھے جب موئیہ میں صلت اور ایاس بن معاذ کے ذریعے یثرب میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر پہنچی تو یہ خبر ابوذر رضی اللہ عنہ کے کان سے بھی ٹکرائی اور یہی ان کے اسلام لانے کا سبب بنی گئے۔

ان کے اسلام لانے کا واقعہ صحیح بخاری میں تفصیل سے مردی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں قبلہ غفار کا ایک آدمی تھا۔ مجھے مسلم ہوا کر گئے میں ایک آدمی نمودار ہوا ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔ میں نے اپنے جہاں سے کہا: تم اس آدمی کے پاس جاؤ اس سے بات کرو اور میرے پاس اس کی خبر لاؤ۔ وہ گی، ملاقات کی، اور واپس آیا۔ میں نے پوچھا: کیا خبر لائے ہو؟ بولا: خدا کی قسم میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا ہے جو جہاں کا حکم دیتا ہے، اور بُرائی سے روکتا ہے۔ میں نے کہا تم نے تشفی بخش خبر نہیں دی۔ آخر میں نے خود تو شد ان اور ڈنڈا اخایا اور نکتہ کے لیے پل پڑا۔ ردال پنج توجیہ، لیکن آپ ﷺ کو پہچانتا نہ تھا اور یہ

بھی گوارا نہ تھا کہ آپ کے متعلق کسی سے پوچھوں۔ چنانچہ میں زمزم کا پانی پیتا اور مسجد عرام میں پڑا رہتا۔ آخر یہرے پاس سے علیؑ کا گذر ہوا۔ کہنے لگے: آدمی اجنبی معلوم ہوتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: اچھا تو گھر چلو۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ زدہ مجھ سے کچھ پوچھ رہے تھے نہ میں ان سے کچھ پوچھ رہا تھا اور نہ انہیں کچھ بتا ہی رہا تھا۔

صحیح ہوئی تو میں اس ارادے سے پھر مسجد عرام گیا کہ آپ ﷺ کے متعلق دریافت کروں۔ یکن کوئی نہ تھا جو مجھے آپ ﷺ کے متعلق کچھ بتانا۔ آخر یہرے پاس سے پھر حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ گذرے (دیکھ کر) بیٹے: اس آدمی کو ابھی اپنا شکار معلوم نہ ہو سکا؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: اچھا تو میرے ساتھ چلو۔ اس کے بعد انہوں نے کہا: اچھا تمہارا معاملہ کیا ہے؟ اور تم کیوں اس شہر میں آئے ہو؟ میں نے کہا: آپ رازداری سے کام میں توباؤ۔ انہوں نے کہا: !ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا۔ میں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں ایک آدمی نمودار ہوا ہے جو اپنے آپ کو اللہ کا نبی بتاتا ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو بھیجا کر وہ بات کر کے آئے۔ مگر اس نے پلٹ کر کوئی تشنی تجھ بات نہ بتاتی۔ اس یہے میں نے سوچا کہ خود ہی ملاقات کروں۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے کہا: بھئی تم صحیح جگہ پہنچے۔ دیکھو میرا رخ انہیں کی طرف ہے۔ جہاں میں گھسوں و ماں تم بھی گھس جاناد اور ماں اگر میں کسی ایسے شخص کو دیکھوں جس سے تمہارے لیے خطرہ ہے تو دیوار کی طرف اس طرح جا رہوں گا گویا اپنا جوتا ٹھیک کر رہا ہوں۔ یکن تم راستہ چلتے رہنا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ رو انہ ہوئے اور میں بھی ساتھ ساتھ چل پڑا۔ یہاں تک کہ وہ اندر داخل ہوتے اور میں بھی ان کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس جادا خل ہوں اور عرض پر داڑ ہو کر آپ ﷺ مجھ پر اسلام پیش کریں۔ آپ ﷺ نے اسلام پیش فرمایا۔ اور میں وہیں سماں ہو گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! اس معاملے کو پس پر دہ رکھو۔ اور اپنے علاقے میں واپس چلے جاؤ۔ جب ہمارے ظہور کی خبر ملے تو آجانا۔ میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مسروٹ فرمایا ہے میں تو ان کے دریان بیانگ دہل اس کا اعلان کروں گا۔ اس کے بعد میں مسجد عرام آیا۔ قریش موجود تھے میں نے کہا: قریش کے لوگو!

اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ

”میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مسجد نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ

صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

لوگوں نے کہا؛ اٹھو۔ اس بے دین کی خبر لو، لوگ اُٹھ پڑے۔ اور مجھے استقدار مارا گیا کہ مر جاؤں۔
لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے آپ چایا۔ انہوں نے مجھے جھک کر دیکھا۔ پھر قریش کی طرف پلت
کر چکے و تہاری بربادی ہو۔ تم لوگ غفار کے ایک آدمی کو مارے فریب ہے ہو؟ حالانکہ تہاری تجارت
گاہ اور گذرگاہ غفاری سے ہو کر جاتی ہے! اس پر لوگ مجھے چھوڑ کر ہٹ گئے۔ دوسرے دن صبح
ہوئی تو میں پھر وہیں گی اور جو کچھ کل کہا تھا آج پھر کیا۔ اور لوگوں نے پھر کہا کہ اٹھواں یہ دین
کی خبر لو۔ اس کے بعد پھر پیرے ساتھ وہی ہوا جو کل ہو چکا تھا اور آج بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ
ہی نے مجھے آپ چایا۔ وہ مجھ پر چکے پھر دیسی ہی بات کی جیسی کل کی تھی۔

۴۔ طَفِيلٌ بْنُ عَمْرو دُوسي - یہ شریف انسان شاعر، سو جھ بو جھ کے ماں اور قبیلہ
دوس کے سردار تھے۔ ان کے قبیلے کو بعض نواحی میں میں امارت یا تلقیباً امارت حاصل تھی۔ وہ بتوت
کے گیارہویں سال تک تشریف لائے تو وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اہل مکہ نے ان کا استقبال کیا اور
ہنایت عزت و احترام سے پیش آئے۔ پھر ان سے عرض پرداز ہونے کے اے طفیل! آپ ہمارے
شہر تشریف لائے ہیں اور یہ شخص جو ہمارے دریان ہے اس نے ہمیں سخت پیچیدگی میں پھنسا
رکھا ہے۔ ہماری جمیعت بکھر دی ہے اور ہمارا شیرازہ منشہ کر دیا ہے۔ اس کی بات جادو کا سا
اثر رکھتی ہے کہ آدمی اور اس کے باپ کے دریان آدمی اور اس کے بھائی کے دریان اور آدمی اور
اس کی بیوی کے دریان تفرقہ ڈال دیتی ہے۔ ہمیں ڈر لگتا ہے کہ جس افتادے ہم دوچار ہیں
کہیں وہ آپ پر اور آپ کی قوم پر بھی نہ آن پڑے، لہذا آپ اس سے ہرگز گفتگو ذکریں اور
اس کی کوئی چیز نہ سنیں۔

حضرت طَفِيلٌ بْنُ عَمْرو کا ارشاد ہے کہ یہ لوگ مجھے برابر اسی طرح کی باتیں سمجھاتے رہے یہاں تک کہ
میں نے تہیت کر لیا کہ نہ آپ کی کوئی چیز سنوں گا ز آپ ﷺ سے بات چیت کروں گا؛ حتیٰ کہ
جب میں صبح کو مسجد حرام گی تو کان میں روئی ٹھوٹس رکھی تھی کہ بہاد آپ ﷺ کی کوئی بات میرے
کان میں پڑ جائے، لیکن اللہ کو منظور تھا کہ آپ کی بعض باتیں مجھے مُٹا ہی دے۔ چنانچہ میں نے بڑا
عملہ کلام مُٹا۔ پھر میں نے اپنے بھی میں کہا: مانتے مجھ پر میری ماں کی آہ و فنا! میں تو بخدا، ایک سو جو

بوجھ رکھنے والا شاعرِ آدمی ہوں، مجھ پر بھلا بر اچھپا نہیں رہ سکتا۔ پھر کیوں دمیں اس شخص کی بات ہنوں؟
 اگر اچھی ہوئی تو قبول کرلوں گا۔ بُری ہوئی تو چھوڑ دوں گا۔ یہ سوچ کر میں حُکم گی اور جب آپ
 گھر پہنچتے تو میں بھی پیچھے ہوں گا۔ آپ ﷺ اندر داخل ہوتے تو میں بھی داخل ہو گی اور آپ
 کو اپنی آمد کا واقعہ اور لوگوں کے خوف دلانے کی کیفیت، پھر کان میں روئی ٹھونٹنے اور اس کے باوجود
 آپ کی بعض باتیں سن لینے کی تفصیلات بتائیں، پھر عرض کیا کہ آپ اپنی بات پیش کیجئے۔ آپ
 ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا۔ اور قرآن کی تلاوت فرماتی۔ خدا گواہ ہے: میں نے اس سے عدہ
 قول اور اس سے زیادہ انصاف کی بات کبھی دستی نہیں ہے، چنانچہ میں نے دیہیں اسلام قبول کر لیا اور
 حق کی شہادت دی۔ اس کے بعد آپ ﷺ سے عرض کیا کہ میری قوم میں میری بات مانی جاتی ہے۔
 میں ان کے پاس پہنچ کر جاؤں گا اور انہیں اسلام کی دعوت دوں گا۔ لہذا آپ ﷺ
 اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے کوئی نشانی دے دے۔ آپ ﷺ نے دعا فرماتی۔

حضرت طفیل کو جو نشانی عطا ہوئی وہ یہ تھی کہ جب وہ اپنی قوم کے قریب پہنچے تو اللہ تعالیٰ
 نے ان کے چہرے پر چراغ جیسی روشنی پیدا کر دی۔ انہوں نے کہا: یا اللہ چہرے کے بجائے کسی
 اور جگہ۔ مجھے انذیرہ ہے کہ لوگ اسے منکر کہیں گے۔ چنانچہ یہ روشنی ان کے ڈنڈے میں پہنچ گئی۔
 پھر انہوں نے اپنے والد اور اپنی بیوی کو اسلام کی دعوت دی اور وہ دونوں مسلمان ہو گئے؛
 لیکن قوم نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی۔ مگر حضرت طفیل ظبھی مسل کوشش رہے۔ حتیٰ کہ عز و احترام
 خندق کے بعد جب انہوں نے ہجرت فرماتی تو ان کے ساتھ ان کی قوم کے شریਆستی خاندان
 تھے۔ حضرت طفیلؑ نے اسلام میں بڑے اہم کارنامے انجام دے کر یاد رک جانک میں جام شہادت
 نوش فرمایا۔ نہ

۵۔ حَمَادُ أَذْدِي - یہ میں کے باشندے اور قبیلہ آذُوذنُوہ کے ایک فرد تھے۔ جہاڑ
 پھونک کرنا اور آسیب اتنا نہ کام تھا۔ لگتے آتے تو دہاں کے احمدتوں سے ناک مرد ﷺ
 پاگل ہیں۔ سوچا کیوں نہ اس شخص کے پاس چلوں ہو سکتا ہے اللہ میرے ہی ماخنوں سے اسے شنا
 دے دے؟ چنانچہ آپ سے ملاقات کی، اور کہا: اے محمد ﷺ! اے میں آسیب اتنا نہ کے یہے

لئے بلکہ مسلح حد میرے کے بعد کیونکر جب وہ مدینہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ خیر میں تھے۔

ویکھئے ابی ہشام ۱/۳۸۵

نہ ابی ہشام ۱/۱۸۲، ۱۸۵، ۱۸۶ - رحمۃ للعالمین ۱/۸۱، ۸۲ - مختصر السیرہ الشیخ عبد اللہ ص ۱۳۴

جھاؤ پونک کیا کرتا ہوں، کیا آپ ﷺ کو بھی اس کی ضرورت ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا:
 ان الحمد لله نحمدہ و نستعیتہ من يهدہ اللہ فلا مصلل له
 و من يضلله فلا هادی له، و اشهد ان لا اله الا اللہ وحده
 لا شريك له و اشهد ان محمدًا عبدہ و رسوله، اما بعد :

”یقیناً ساری تعریف اللہ کے یہے ہے۔ ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں۔
 جسے اللہ بدایت دے دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جسے اللہ بھلکا دے اسے کوئی بدایت
 نہیں دے سکتا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مسجد نہیں۔ وہ تھا ہے اس کا کوئی شریک
 نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اما بعد :

ضمادتے کہا درا اپنے یہ کلمات مجھے پھرستا دیجئے۔ آپ ﷺ نے تین بار دہرا لیا۔ اس
 کے بعد ضماد نے کہا، میں کا ہنوں، جادوگروں اور شاعروں کی بات سن چکا ہوں لیکن میں نے
 آپ ﷺ کان جیسے کلمات کہیں نہیں سنے۔ یہ تو سمندر کی اتحاہ گھرائی کو پہنچنے ہوئے ہیں۔ لیکن
 اپنا اتحاہ بڑھایتے! آپ ﷺ سے اسلام پر بیعت کروں، اور اس کے بعد انہوں نے بیعت
 کر لی۔ اللہ

ثیرب کی چھ سعادت مندوں

گیرہ بھیں سن نبوت کے موسم حج (رح لالی زکریہ)
 میں اسلامی دعوت کو چند کار آمدزیع دستیاب
 ہوتے۔ جو دیکھتے سرو قامت درختوں میں تبدیل ہو گئے۔ اور ان کی لطیف اور گھنی چھاؤں
 میں بیٹھ کر مسلمانوں نے رسول نظم و ستم کی تشریش سے راحت و نجات پائی۔

اہل بکر نے رسول اللہ ﷺ کو جھلانے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کا جو بیڑا اٹھا
 رکھا تھا اس کے تیس نبی ﷺ کی حکمت عملی یہ تھی کہ آپ رات کی تاریکی میں قبائل کے پاس
 تشریف لے جاتے تاکہ کسکے کام کوئی مشرک رکاوٹ نہ ڈال سکے۔

اسی حکمت عملی کے مطابق ایک رات آپ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی
 رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر باہر نکلے۔ بنو ذہلہ اور بنو شیبہ بن شعبہ کے ڈیروں سے گذرے تو ان
 سے اسلام کے بارے میں بات چیت کی۔ انہوں نے جواب تو بڑا امید افزادیا لیکن اسلام

قبول کرنے کے بارے میں کوئی حقیقی فیصلہ نہ کیا۔ اس موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بنو قبائل کے ایک آدمی کے درمیان سلسلہ فسب کے تعلق بڑا دلچسپ سوال و جواب بھی ہگوا۔ دونوں ہی ماہر انساب تھے۔ ۳۲

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کوئی گھٹائی سے گذرتے تو کچھ لوگوں کو باہم گفتگو کرتے تھے۔ ۳۳
آپ ﷺ نے سیدھے ان کا رخ کیا اور ان کے پاس جا پہنچے۔ یہ شیرب کے چھ جوان تھے اور سب کے سب قبیلہ خوزج سے تعلق رکھتے تھے۔ نام یہ ہیں،

(۱) اَشْعَدُ بْنُ زَرَّاَه (قبیلہ بنی الجھار)

(۲) عُفْ وْ بْنُ حَارِثَ بْنُ رَفَاعَه (ابن عَفْرَاءَ) (۳) (۴)

(۳) رَافِعُ بْنُ مَالِكٍ بْنُ عَجَلَانَ (قبیلہ بنی زُرْقَةَ)

(۴) قَطْبَيْهُ بْنُ عَامِرٍ بْنُ صَدِيرَه (قبیلہ بنی سلمہ)

(۵) عَقِيْبَهُ بْنُ عَامِرٍ بْنُ كَعْبٍ (قبیلہ بنی حرام بن کعب)

(۶) حَارِثَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَّابَه، (قبیلہ بنی عبید بن غشم)

یہ اہل شیرب کی خوش قسمتی تھی کہ وہ اپنے علیف یہودیوں سے منا کرتے تھے کہ اس زمانے میں ایک نبی بھیجا جانے والا ہے اور اب جلد ہی وہ نمودار ہو گا۔ ہم اس کی پیرادی کر کے اس کی معیت میں تمہیں عاد ار ام کی طرح قتل کر ڈالیں گے۔ ۳۴

رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس پہنچ کر دریافت کیا کہ آپ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا، ہم قبیلہ خوزج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یعنی یہود کے علیف؟ یوں، ہاں فرمایا تھا کہ یہوں نہ آپ حضرات میٹھیں، کچھ بات چیت کی جائے۔ وہ لوگ میٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام کی حقیقت بیان فرمائی۔ انہیں اللہ عز وجل کی طرف دعوت دی۔ اور قرآن کی تلاوت فرمائی۔ انہوں نے آپ میں ایک دوسرے سے کہا، بھی دیکھو ایہ تزویہ نبی معلوم ہوتے ہیں جن کا حوالہ دے کر یہود تمہیں دھکیاں دیا کرتے ہیں۔ لہذا یہود تم پر بست نہ ہے جانے پاہیں۔ اس کے بعد انہوں نے فرما آپ کی دعوت قبول کر لی اور مسلمان ہو گئے۔

یر شریب کے عقلاء الرجال تھے۔ حال ہی میں جو جنگ گذر چکی تھی، اور جس کے دھویں اب تک فضا کو تاریک کئے ہوتے تھے، اس جنگ نے انہیں چور چور کر دیا تھا اس لیے انہوں نے بجا طور پر یہ توقع قائم کی کہ آپ کی دعوت، جنگ کے خاتمے کا ذریعہ ثابت ہوگی، چنانچہ انہوں نے کہا، ہم اپنی قوم کو اس حالت میں چھوڑ کر آئے ہیں کہ کسی اور قوم میں ان کے جیسی عدالت و دشمنی نہیں پائی جاتی۔ امید ہے کہ اللہ آپ کے ذریعے انہیں لکھا کر دے گا۔ ہم وہاں جا کر لوگوں کو آپ کے تقدیر کی طرف بلائیں گے اور یہ دین جو ہم نے خود قبول کر لیا ہے ان پر بھی پیش کریں گے۔ اگر اللہ نے آپ پر ان کو لکھا کر دیا تو پھر آپ سے بڑھ کر کوئی اور معذز نہ ہو گا:

اس کے بعد جب یہ لوگ مدینہ والیں ہوئے تو اپنے ساتھ اسلام کا پیغام بھی لے گئے، چنانچہ وہاں گھر رسول اللہ ﷺ کا پھر چاپیل گی۔ ۱۵۱

اسی سال شوال سالہ نبوت میں **حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح** رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر چھ برس تھی۔ پھر بھرت کے پہلے سال

شوال ہی کے ہمینہ میں مدینہ کے اندر ان کی خصتی ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ٹو برس تھی۔ ۱۵۲

